رسول اللہؐ کی حبّ الوطنی

وطن سے محبت انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے۔انسان جہاں پیدا ہوتا ہے،جس ماحول میں آنکھوں کھولتا ہے،جس سرزمین کی مٹی سے کھیلتا ہے اور جس دھرتی سے غذا حاصل کرتا ہے وہ اسکے لئے بمنزلہ ماں کے ہو جاتی ہے اور اس کی محبت انسان کے رگ و ریشہ میں رچ بس جاتی ہے۔ پھر حبّ وطن قومی اور دینی فریضہ بھی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دین کی خاطر ترک وطن کرنے اور خدا کی راہ میں ہجرت کا بہت ثواب بیان ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں وطن چھوڑتا ہے، وہ زمین میں بہت جگہ اور وسعت پائے گا اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ کی خاطر ہجرت کر کے نکلتا ہے پھر اسے موت آجائے تو اسکا اجر اللہ کی ذمہ ہے۔(سورۃ النساء:101)

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ'' یعنی وطن کی محبت جزو ایمان ہے۔(سخاوی)[1]

دینی فریضہ ہونے کے اعتبار سے وطن کی محبت انسان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کرتی ہے،جن کا پورا کرنا ہر مومن کا فرض اولین ہے۔

حبّ الوطنی کا سچا تصور

آج کی دنیا میں تو حبّ الوطنی کے نام پر رنگ ونسل اور قوم و ملک کی عبصیت وحمیت کو ہوا دی جاتی ہے اور اس کی خاطر ناجائز حربوں سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔اسی مقدس نام پر کمزوروں کے حقوق پامال کر لئے جاتے ہیں۔ اپنے وطن کی محبت کے مقابل پر غیروں اور انکے وطن سے نفرت کی جاتی ہے۔ قوموں اور ملکوں میں ترجیح وتفریق کا یہ رویہ آج کے دور کی پیداوار تو ہوسکتی ہے۔دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

قرآنی تعلیم کا صحیح اور سچا نمونہ ہمارے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آپ کی سیرت پر نظر ڈالیں تو حب الوطنی کے دینی مفہوم میں وسعت نظر آنے لگتی ہے جس کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کیلئے رحمت ہیں۔آپؐ آفاقی نبی ہیں اور ساری زمین آپ کا وطن ہے۔آپؐ کی ہی یہ خصوصیت ہے کہ تمام روئے زمین آپؐ کے لئے پاک اور سجدہ گاہ بننے کے لائق قرار دی گئی ہے۔اس لئے آپؐ روئے زمین کے ہر خطہ اور اس کے انسانوں سے بلا امتیاز رنگ ونسل محبت کرنے والے تھے۔آپؐ نے ہی قومی تفریق مٹانے کا یہ سبق دیا کہ سب انسان برابر ہیں اور رنگ ونسل یا عصبیت کی بناء پر کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

پھر آپؐ نے ہر فرد کا اپنے وطن سے محبت کا جائز حق اور مکمل آزادی

کا حق قائم فرمایا۔ پس وہ خطہ عرب جہاں ہمارے نبیؐ پیدا ہوئے اور وہ شہر جس کے گلی کوچوں میں آپ کا بچپن گزرا، وہ گھر اور وہ مکان جہاں آپؐ کے شب و روز بسر ہوئے، بلاشبہ آپؐ کی طبعی محبت کے زیادہ حقدار تھے اور یہ محبت اپنے موقع ومحل پر خوب ظاہر ہوئی۔

دفاع وطن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ حبّ وطن میں کمال توازن اور اعتدال پایا جاتا ہے۔ آپ ہمیشہ حب الوطنی کے جملہ تقاضے پورے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جب کبھی وطن یا اہل وطن پر کوئی مصیبت آئی، آپؐ نے آگے بڑھ کر اہل وطن کا ساتھ دیا۔ آپؐ کی عمر ابھی بیس سال تھی کہ آپ کی قوم اور قبیلہ قیس عیلان کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس میں بنو کنانہ اور قریش ایک طرف تھے اور قیس عیلان اور ہوازن دوسری طرف۔ وطن پر اس مصیبت اور نازک صورت حال میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک عام سپاہی کی طرح فوج میں شامل ہو کر اپنے چچاؤں کو تیر پکڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (ابن ہشام)[2]

اہل وطن سے ہمدردی

نبی کریمؐ کی اہل وطن کے ساتھ محبت کا یہ عالم ہے کہ جب حقوق انسانی

کے قیام، اور ظالم کو ظلم سے روکنے کے لئے حلف الفضول کا معاہدہ ہوتا ہے۔ تو آپؐ اس میں شریک ہوتے ہیں۔ دعویٰ نبوت کے بعد بھی آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں اس معاہدہ حلف الفضول میں شریک ہوا تھا۔ اس بات کی مجھے اتنی خوشی ہے کہ اگر سرخ اونٹ بھی مجھے مل جائیں تو اتنی خوشی نہ ہو اور اگر اسلام کے زمانہ میں بھی مجھے اُس معاہدہ کی طرف بلایا جائے تو اس پر ضرور عمل کروں گا۔ (ابن ہشام) [3]

وطن اور اہل وطن کی جو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جاگزیں تھی۔ زمانہ نبوت سے قبل اس کے اظہار کا ایک اور منظر اس وقت سامنے آتا ہے جب عربوں پر ظلم کا نشانہ بنانے والے ایرانیوں کے ساتھ رومیوں کی جنگ ہوئی تو عربوں نے رومیوں کی خوب مدد کی یہاں تک کہ رومی بالآخر فتح یاب ہوئے گویا عربوں کو ایرانیوں کے ظلم سے نجات ہوئی، اس روز اہل وطن کے چین اور سکھ کا خیال کر کے خوش ہو کر ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''کہ آج وہ دن ہے کہ جس میں عربوں نے اپنا حق آزادی حاصل کر لیا ہے'' (ابن سعد) [4]

خون کے آنسو

آج کے دور آزادی میں ذرا اس انسان کی مظلومیت کا تصور تو کریں جسے اس کے شہر کے باسی اپنے وطن میں ہی رہنے نہ دیں بلکہ اس کے جان لیوا

دشمن بن کر شہر سے نکلنے پر مجبور کریں، بلاشبہ آج ایسے شخص کو دنیا کا مظلوم ترین انسان کہا جائے گا۔مگر ہمارے پیارے رسول نے تو خدا کی راہ میں یہ ظلم بھی راضی برضا ہوکر برداشت کیا۔

پہلی وحی کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہؓ اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر آئیں تو انہوں نے وحی کی ساری کیفیت سن کر کہا تھا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ پر اترا تھا۔کاش! میں اس وقت جوان ہوتا جب تیری قوم تجھے اس شہر سے نکال دے گی۔ذرا سوچو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی کیا حالت ہوگی۔ جب آپؐ کیلئے اپنے دیس اپنے پیارے وطن سے نکالے جانے کا تصور ہی تکلیف دہ تھا جس کا کچھ اندازہ آپؐ کے اس تعجب آمیز جواب سے ملتا ہے جو آپؐ نے فرمایا کہ ''اَوَ مُخرِجِیَّ ھُم'' کیا میری قوم مجھے اپنے وطن سے نکال باہر کرے گی یعنی میرے جیسے بے ضرر بلکہ نفع رساں وجود کو جوان کے لئے ہر وقت فکرمند اور دعا گو ہے دیس سے نکال دیا جائیگا۔یہ کیسے ممکن ہے؟ مگر ورقہ نے بھی ٹھیک ہی کہا تھا کہ پہلے جس کسی نے بھی ایسا دعویٰ کیا اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا آیا ہے۔آپ کے ساتھ بھی یہی ہوگا۔(بخاری)5

اور پھر وہی ہوا کہ وہ شاہ دوعالم جس کی خاطر یہ ساری کائنات پیدا کی گئی۔ان کو ایک دن اپنے وطن سے بے وطن کر دیا گیا۔

ذرا سوچیں تو سہی وہ دن شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنا بھاری

ہوگا، جب آپ اپنے آبائی وطن مکہ کے ان گلی کوچوں سے نکل جانے پر مجبور کردیئے گئے ۔ چنانچہ جس روز آپ مکہ سے نکلے ہیں اس روز آپؐ کا دل اپنے وطن مکہ کی محبت میں خون کے آنسو رو رہا تھا۔جب آپ شہر سے باہر آئے تو اس موڑ پر جہاں مکہ آپؐ کی نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا آپ ایک پتھر پر کھڑے ہوگئے اور مکہ کی طرف منہ کرکے اسے مخاطب ہوکر فرمایا۔

''اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن تھا اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں ہرگز نہ نکلتا۔''(احمد)[6]

مکہ کو یوں حسرت سے الوداع کہتے ہوئے آپؐ سفر ہجرت پر روانہ ہوگئے ۔اللہ تعالیٰ کی بھی اپنے محبوب نبی کے دلی جذبات پر نظر تھی اس لئے اسے پہلے ہی ترک وطن کی قربانی کیلئے تیار کر رکھا تھا اور قبل از وقت یہ دعا سکھا دی تھی جس میں مکہ سے نکلنے کا ذکر بعد میں اور اس میں دوبارہ داخل ہونے کا ذکر پہلے کر کے تسلی دے دی تا دل کا بوجھ ہلکا ہو۔فرمایا:۔

وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰناً نَّصِیْرًا ۔(بنی اسرائیل 8:1)

یعنی اے نبی تو یہ دعا کر کہ ''اے میرے رب مجھے نیک طور پر دوبارہ مکہ میں داخل کر اور نیک ذکر چھوڑنے والے طریق پر مکہ سے نکال اور اپنے پاس سے میرا کوئی مددگار مقرر کر۔'' دراصل یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حب وطن کا جذبہ ہی تھا جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلی تسلی کے لئے یہ آیت اتاری۔

اِنَّ الَّـذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ(القصص:86) کہ وہ خدا جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ آپؐ کو وطن میں ضرور واپس لائے گا۔

اسی طرح سورۂ بلد میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب رسولؐ کے شہر کی قسم کھا کر آپ کو دلاسا اور تسلی دلاتے ہوئے پیشگوئی فرماتا ہے کہ آپ ایک روز اس شہر مکہ میں ضرور بر ضرور داخل ہوں گے۔(سورۃ البلد:2)

ہجرت مدینہ کے بعد بھی اپنے اہل وطن کی یاد اور محبت آپ کے دل میں باقی رہی آپ مسلسل ان کے لئے دعائیں کرتے تھے۔

اہل وطن کے لئے دعائیں

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ساری رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہو کر یہ دعائیہ آیت پڑھتے رہے'' کہ اے اللہ! اگر تو ان کفار کو عذاب دے تو آخر یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تُو غالب اور حکمت والا ہے۔''(نسائی)[7]

گویا آپ حکیمانہ تدبیروں سے کفار اور اہل وطن پر غلبہ کے خواہشمند تھے بربادی اور ہلاکت کی راہ سے نہیں۔

ایک دفعہ آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کفار کے خلاف میری اس طرح مدد کر جس طرح یوسفؑ کی ان کے بھائیوں کے خلاف قحط سے مدد کی تھی۔(جب وہ مطیع ہو کر دربار یوسف میں حاضر ہو گئے تھے) یہ دعا مقبول ہوئی

اور مکہ میں اتنا سخت قحط پڑا کہ لوگ مردہ جانوروں کی ہڈیاں تک کھانے لگے۔ بھوک کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے دھواں ہی دھواں چھا جاتا تھا۔کفار مکہ اس قحط سالی سے خوف زدہ ہوتے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق جس طرح خدا کے ساتھ ہے مخلوق کے ساتھ بھی ہے۔وہ محبّ وطن بھی بہت ہیں۔چنانچہ ابوسفیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔آپؐ سے اہل وطن کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہے۔اے محمد! آپ کی قوم ہلاک ہورہی ہے آپؐ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بارشیں ہوں اور قحط سالی دور ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو ابوسفیان کو احساس دلانے کے لئے فرماتے ہیں تم بڑے دلیر ہو کہ میرے انکار کے نتیجہ میں ہی تو یہ عذاب آیا ہے اور اس خدائے واحد پر ایمان لانے کی بجائے تم عذاب ٹلوانے کی درخواست دعا کرتے ہو۔مگر پھر آپؐ کے دل میں اہل وطن کی محبت کا کچھ ایسا خیال آیا کہ آپؐ نے قحط سالی کے دور ہونے اور بارش کے لئے دعا کی اور یہ دعا مقبول ہوئی۔بارشیں ہوئیں اور قحط دور ہوگیا۔مگر اہل مکہ پر جب خوشحالی کا دور آیا تو شرک ،بت پرستی اور مخالفت میں پھر مصروف ہوگئے۔یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔(بخاری) 8

اس قحط کے دوران حضورؐ نے مدینہ سے چندہ کر کے پانچ سو دینار بھی اہل مکہ کی امداد کے لئے بھجوائے تھے۔(السرخسی) 9

یادِ وطن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے وطن مکہ سے جو گہری محبت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی خوب ہوتا ہے کہ جب غفار قبیلہ کا ایک شخص ہجرت کے بعد کے زمانہ میں مکہ سے مدینہ آیا (یہ احکام نزول پردہ سے پہلے کا واقعہ ہے) تو حضرت عائشہؓ نے اس سے پوچھا کہ مکہ کا کیا حال تھا اس نے کمال فصاحت و بلاغت سے یہ جواب دیا کہ

’’سرزمین مکہ کے دامن سرسبز و شاداب تھے اس کے چٹیل میدان میں سفید اذخر گھاس خوب جوبن پر تھی اور کیکر کے درخت اپنی بہار دکھا رہے تھے۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ سنا تو آپؐ کو مکہ کی یاد ستائی اور وطن کی محبت نے جوش مارا۔ فرمایا ’’بس کرو اور مکہ کے مزید احوال بتا کر ہمیں غمگین نہ کرو۔ دوسری روایت میں ذکر ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تو نے دلوں کو ٹھنڈا کر دیا۔‘‘ (سخاوی) 10

امن کا سفیر

حدیبیہ کے موقعہ پر بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت شرائط کے مقابل پر نرمی اور صلح کی راہ اختیار کی تو اس کی ایک وجہ یہی تھی کہ جنگ و جدل کے نتیجہ میں اہل وطن کا جانی نقصان نہ ہو۔ (بخاری) 11

فتح حدیبیہ سے اگلے سال جب معاہدہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرۃ القضاء کے لئے تشریف لائے تو مکہ میں صرف تین دن ٹھہرنے کی اجازت تھی۔اس موقع پر حضرت میمونہؓ کی شادی آپؐ کے ساتھ ہوئی اور آپؐ کی خواہش تھی کہ مکہّ میں دعوت ولیمہ ہوجائے اور اہلِ وطن بھی اس میں شامل ہوں۔آپؐ نے مکہ والوں کو یہ پیغام بھی بھیجا کہ ایک دو روز اور مکہ میں رہ لینے دو اور دعوت میں تم سب لوگ شریک ہوجاؤ۔انہوں نے اجازت نہ دی۔[12]

مگر پھر بھی آپؐ کی اہل وطن سے محبت سرد نہ ہوئی۔فتح مکہ کے موقعہ پر آپؐ کی ساری حکمت عملی اس کوشش کے لئے وقف تھی کہ مکہ والوں کا جانی نقصان نہ ہو۔آپؐ نہایت تیز رفتاری سے دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ پہنچے اور آپؐ کی یہ دلی آرزو پوری ہوئی۔جس روز وہ شہر مکہ فتح ہوا جہاں آپؐ کو سخت اذیتوں کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔آپؐ کی طرف سے پورے شہر کیلئے امان اور معافی کا اعلان ہی سننے میں آیا۔اہل مکہ کے ایک دستہ نے بدبختی سے ازخود حملہ میں پہل کر کے اپنے دو آدمی مروالئے۔(بخاری)[13]

مکّہ سے وفا

فتح مکہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے وطن سے محبت کا اظہار کھل کر ہوا۔جب مکّے میں آپؐ کے قیام کا سوال ہوا کہ کہاں ٹھہریں گے۔؟ کیا اپنے پرانے گھروں میں؟ تو فرمایا ہمارے جدی رشتہ داروں عقیل وغیرہ نے وہ گھر

کہاں چھوڑے، بیچ بچا دیئے۔ گویا فتح پا کر بھی اپنے ہی گھروں کو واپس قبضہ میں نہ لے کر اہل وطن کی لاج رکھ لی۔ (بخاری) 14

فتح مکہ کے موقعہ پر نبی کریمؐ کے دل میں حبّ وطن کا جوشِ تلاطم جس طرح ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اسکا اندازہ حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت سے ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں ''حزورہ'' مقام پر کھڑے ہوئے (یہ جگہ مکہ کے بازار میں باب الحنّاطین کے پاس ہے) آپؐ اپنے پیارے وطن مکہ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ ''اے مکہ! خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو اللہ کی سب سے بہتر اور پیاری زمین ہے اگر تیرے اہل مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں ہرگز نہ نکلتا۔'' (احمد) 15

معلوم ہوتا ہے یہ بات انصار مدینہ تک بھی پہنچی۔ انہوں نے آپس میں سرگوشیاں کیں کہ رسول اللہؐ پر وطن کی محبت غالب آ گئی ہے۔ فتح کے بعد شاید رسول اللہؐ اپنے وطن میں ہی ٹھہر جائیں۔ نبی کریمؐ کو اس کی اطلاع ہوئی آپؐ نے انصار کو کوہ صفا پر اکٹھا کر کے فرمایا۔ کیا تم نے ایسی بات کہی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کے جذبہ کے تحت ایسا کہا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔ (مسلم) 16

پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے انصارِ مدینہ! اب میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہو چکا ہے۔(ابن ہشام) 17

آخری بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے۔اس مرتبہ پھر وطن کی یادیں عود کر آئیں۔عبدالرحمان بن حارثؓ کہتے ہیں میں نے آپ کو اپنی سواری پر بیٹھے یہ کہتے سنا کہ ''اے مکہ خدا کی قسم تو بہترین وطن اور اللہ کی پیاری زمین ہے۔اگر میں تجھ سے نہ نکالا جاتا تو ہرگز نہ نکلتا۔'' عبدالرحمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے کاش! اب ہم ایسا کرسکیں اور آپؐ مکہ لوٹ آئیں یہ آپؐ کی پیدائش کا مقام اور پروان چڑھنے کی جگہ ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ''میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ اے اللہ تو نے مجھے اپنی پیاری سرزمین سے نکالا ہے تو اپنی کسی اور محبوب سرزمین میں ٹھکانہ عطا کر۔اب خدا نے مجھے مدینہ میں ٹھکانہ دے دیا ہے۔''(حاکم) 18

مدینہ وطن ثانی

پھر جب خدا کی تقدیر نے مدینہ کو آپؐ کا وطن ثانی بنا دیا تو اس سے بھی محبت اور وفا کا حق ادا کر دکھایا۔اہل مدینہ کی سعادت کہ خدا کے نبی کو خوش آمدید کہا تو ان کے وارے نیارے ہو گئے۔

یہ عجیب بات ہے کہ مدینہ اور وہاں کے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن ثانی بننے کے بعد اس سے بڑھ کر ملا جو ان کا حق تھا۔مدینہ کو پہلے

یثرب نام سے یاد کیا جاتا تھا۔جس میں سرزنش کا مفہوم پایا جاتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد یہ شہر مدینۃ الرسول یعنی شہر رسول کہلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بڑے پیار سے فرمایا کرتے تھے کہ لوگ تو اسے یثرب کہتے ہیں مگر یہ تو مدینہ ہے جو اس طرح لوگوں کو صاف کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کو صاف کر دیتی ہے۔یعنی مدینہ کا پاکیزہ ماحول اور نیک صحبتیں اثر انگیز ہیں۔آپؐ نے شہر مدینہ کی حرمت قائم کی اور فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں یعنی اس میں جنگ و جدل اور خون خرابہ جائز نہیں۔(بخاری)[19]

مدینہ کے لئے دعائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو شروع میں یہاں کی آب و ہوا صحابہ کو موافق نہ آئی اور ان کو بخار آنے لگا۔تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے۔

”اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت ایسی ڈال دے جیسے مکہ ہمیں محبوب ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مدینہ کو محبوب کر دے۔اے اللہ! مدینہ اور اس کے اہل کے رزق میں فروانی عطا کر اس کی آب و ہوا کو ہمارے لئے صحیح کر دے۔اس کے وبائی بخار کو کہیں دور لے جا اور مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکات رکھ دے۔“(بخاری)[20]

پھر تو اس وطن ثانی سے رسول اللہؐ اور آپؐ کے صحابہ کو ایسی محبت ہوئی کہ مدینہ سے جدائی طبیعت پر گراں گزرتی تھی۔صحابہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریمؐ کسی سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑتی تو مدینہ کی محبت کے باعث اپنی سواری کو ایڑ لگا کر تیز کر دیتے۔(بخاری) 21

آخری سالوں میں آپؐ تبوک کی مہم کے سلسلہ میں ایک ماہ کے قریب مدینہ سے باہر رہے تھے۔واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ کے اردگرد کے ٹیلوں کے قریب پہنچے، جونہی مدینہ پر نظر پڑی عجب وارفتگی کے عالم میں بے اختیار فرمانے لگے۔ ''ھٰذِہٖ طَابَۃُ'' لو ہمارا پاک شہر مدینہ آ گیا۔مدینہ آ گیا۔(بخاری) 22 آپ مدینہ کو طابہ یا طَیبہ بھی کہتے تھے جس کے معنی پاک اور پاک کرنے والے کے ہیں۔

اسی طرح رسول کریمؐ جب غزوۂ خیبر میں فتح حاصل کرنے کے بعد مدینہ تشریف لا رہے تھے تو مدینہ کے قریب پہنچ کر فرط مسرت میں سواری کو ایڑ لگائی اور تیز کر لیا۔جب دور سے پہاڑ احد پر نظر پڑی تو بے اختیار وادی مدینہ کی محبت میں سرشار ہو کر کہہ اٹھے وادی احد یعنی مدینہ کو ہم سے محبت ہے اور یہ ہمیں بہت پیاری ہے۔(بخاری) 23

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدینہ سے محبت دیکھ کر حضرت عمرؓ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے موت آئے تو تیرے پاک رسولؐ کے شہر

مدینہ میں آئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رسول کریمؐ کی پاک سیرت کے نمونوں کی روشنی میں وہ ہمیں اپنے وطن کی ایسی سچی محبت عطا کرے، جو ہم وطن کی خاطر خدمت اور قربانی کے سب حق پورے کرنے والے ہوں اور اپنی کسی حق تلفی کے نتیجہ میں اپنے وطن یا اہل وطن کی حق تلفی کرنے والے نہ ہوں۔ اگر ہم اور کچھ نہیں کر سکتے تو اپنے وطن کے لئے درد دل سے دعائیں ہی کریں کہ اللہ تعالیٰ خود اس کا محافظ ہو اور جس نام پر یہ سرزمین حاصل کی گئی تھی خدا کرے کہ وہ مقصد حقیقی طور پر پورا ہو۔

حواله جات

1 المقاصد الحسنة از علامه عبدالرحمن سخاوی دارالکتب العربیه

2 السیرة النبویه لابن هشام جلد1 ص198 مطبوعه مصر

3 السیرة النبویه لابن هشام جلد1 ص142 مطبو عه مصر

4 الطبقات الکبری ابن سعد جلد7 ص77 بیروت

5 بخاری بدء الوحی

6 مسند احمد جلد4 ص305 بروت

7 نسائی کتاب الافتتاح باب تردیدا لآیة

8 بخاری کتاب التفسیر سورة دخان

9 المسبوط للسرخسی جلد10 ص92

10 المقاصد الحسنه از سخاوی ص298 بیروت

11 بخاری کتاب المغازی باب صلح حدیبیه

12 بخاری کتاب المغازی باب عمرة القضاء

13 بخاری کتاب المغازی باب این رکض النبی الرایة

14 بخاری کتاب الحج باب توریث دورمکة

15 مسنداحمد بن حنبل جلد4 ص305 بیروت

16 مسلم کتاب المغازی باب فتح مکه

17 السیرة النبویه لابن هشام جلد2 ص95 بیروت

18 مستدرک حاکم جلد3 ص278 بیروت

19 بخاری کتاب فضائل المدینه باب حرم المدینه والمدینه تنفی الخبث

20 بخاری کتاب فضائل المدینہ باب12

21 بخاری کتاب فضائل المدینہ باب10

22 بخاری کتاب فضائل المدینہ باب المدینہ طابة

23 بخاری کتاب المغّازی باب احد یحبناو نحبہ